نقطۂ نظر

سید عبدالرؤف

"صَدَقَ اللّٰہُ العَظِیم"

علماء اور قراء کے لیے لمحۂ فکریہ

محمدی مسجد چاندنی چوک ناظم آباد کے خطیب سید عبدالرؤف صاحب قدیم اور جدید دونوں علوم پر یکساں دسترس رکھتے ہیں۔ موصوف کراچی کی مختلف مساجد میں خطابت کے ساتھ ساتھ جامعہ کراچی میں لیکچرار کے طور پر اپنی ذمہ داریاں بھی نبھاتے رہے ہیں۔ زیر نظر مضمون میں انہوں نے تلاوتِ قرآن کے اختتام پر پڑھے جانے والے الفاظ "صدق اللہ العظیم" کی شرعی حیثیت کے بارے میں کلام فرمایا ہے کہ تلاوتِ قرآن سے متصل ان الفاظ کا مستقلاً ادا کرنا دینی نقطہ نگاہ سے کیا مقام رکھتا ہے۔ سید صاحب نے تمہیداً ایک اور اہم موضوع یعنی بدعت کی حقیقت اور اس کی شناعت پر بھی قلم اٹھایا ہے۔ جو خود اپنی جگہ مکمل مضمون کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ ذیل میں مضمون کا پہلا حصہ پیش خدمت ہے۔ (ادارہ)

قرآن مجید کی تصریحات کے مطابق 'شیطان' انسان کا ازلی اور کھلا دشمن ہے، جب وہ راندۂ درگاہ ہوا تو اُس نے اللہ تعالیٰ کو کھلا چیلنج کرتے ہوئے کہا کہ:

بِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ (الحجر۔۳۹)

"تو نے مجھے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے راندۂ درگاہ تو کیا ہے میں بھی انتقاماً آدم علیہ السلام کی اولاد کو زمین میں سبز باغ دکھا کر ہر ممکن طریقہ سے گمراہ کر کے رہوں گا۔"

چنانچہ وہ انسان کو گمراہ کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھتا اور اپنے اس مشن میں وہ بڑی حد تک کامیاب بھی ہو رہا ہے، چنانچہ خود اللہ جلّ مجدہٗ کا ارشاد ہے، وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ (سبا۔ ۲۰) یعنی انسان کو گمراہ کرنے کے متعلق شیطان کا خیال ٹھیک نکلا اور وہ اس کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ انسان کو گمراہ کرنے اور اس کو غضب الٰہی کا

موردِ بنانے کا سب سے بڑا اور کارگر ہتھیار شیطان کے ہاتھ میں اس کو شرک میں مبتلا کرنا ہے۔

شرک ایسا گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو کبھی معاف نہیں کرتا۔ چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ (النساء ۔۱۱۶)

"اللہ تعالیٰ شرک کو کبھی معاف نہیں کرتا اس کے علاوہ دیگر گناہوں کو جس کے لئے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے"۔

شیطان، انسان کو گمراہ کرنے اور اس کو عذابِ الٰہی میں مبتلا کرنے کے اس حربہ میں بڑی حد تک کامیاب ہوگیا ہے کہ ایمان و اسلام کے مدعی شرک کی لعنت میں کسی نہ کسی طرح پھنس جاتے ہیں۔ شرکِ خفی (چھپا ہوا) ہی نہیں بلکہ اب تو اکثر کلمہ گو شرکِ جلی (کھلم کھلا شرک) کا ارتکاب کرتے نظر آتے ہیں، مثلاً غیر اللہ کو مدد کے لئے پکارنا، غیر اللہ کی نذر و نیاز کرنا، قبروں کا طواف کرنا بلکہ ان کو سجدہ کرنا وغیرہ، اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْہُ، خود اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللّٰہِ اِلَّا وَھُمْ مُّشْرِکُوْنَ (یوسف ۔ ۱۰۶)

"اکثر لوگ ایمان کا دعویٰ کرنے کے باوجود مشرک ہوتے ہیں"۔

شرک کے علاوہ حضرتِ انسان کو عذابِ الٰہی میں مبتلا کرنے اور اس کو اللہ کی رحمت سے محروم کرنے کے لئے شیطان کے پاس ایک اور حربہ ہے اور وہ ایسا جال ہے کہ انسان اس میں آسانی سے پھنس جاتا ہے کہ اس کو معلوم بھی نہیں ہوتا کہ وہ ایک خطرناک جال میں پھنس گیا ہے اس لئے اس سے نکلنے کا اس کو خیال تک نہیں آتا وہ جال ہے "بدعت" کا۔ بدعت کیا ہے؟ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف احادیث میں بڑی وضاحت سے بیان کر دیا ہے۔ مثلاً ایک حدیث میں آپ کا فرمان ہے:

۱) مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ (بخاری و مسلم)

ترجمہ "جس نے ہمارے اس کام یعنی دین میں کوئی ایسی بات نکالی جو اس میں سے نہیں ہے (یعنی اس کا ثبوت قرآن و حدیث میں نہیں ہے) تو وہ عمل بھی

عنداللہ مقبول نہیں ہے اور اُس کا کرنے والا بھی اللہ کی رحمت سے دور ہے۔"

اسی حدیث کی ایک اور روایت کے الفاظ ہیں کہ :

۲۔ مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَیْسَ عَلَیْہِ اَمْرُنَا فَھُوَ رَدٌّ (مسلم) یعنی جس نے کوئی ایسا کام کیا جو ہمارے (یعنی میرے اور میرے صحابہ) کے طریقہ کے مطابق نہیں ہے تو وہ عمل بھی مقبول نہیں اور اس کا کرنے والا بھی راندۂ درگاہ باری تعالیٰ ہے۔

۳۔ ایک اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں :

اِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ وَّ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ (مسلم) یعنی بہترین بات اللہ کی بات ہے اور بہترین طریقہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طریقہ ہے اور بدترین کام نئے کام ہیں اور (دین میں) ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے ـــــ اور اسی حدیث کی ایک روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں : وَکُلَّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ (نسائی) یعنی ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے

۴۔ اس سلسلہ کی ایک اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں :

مَامِنْ نَّبِیٍّ بَعَثَہُ اللّٰہُ فِیْ اُمَّتِہٖ قَبْلِیْ اِلَّا کَانَ لَہٗ فِیْ اُمَّتِہٖ حَوَارِیُّوْنَ وَاَصْحٰبٌ یَّاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِہٖ وَیَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِہٖ ثُمَّ اِنَّھَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِھِمْ خُلُوْفٌ یَّقُوْلُوْنَ مَالَا یَفْعَلُوْنَ وَیَفْعَلُوْنَ مَالَا یُؤْمَرُوْنَ فَمَنْ جَاھَدَھُمْ بِیَدِہٖ فَھُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاھَدَھُمْ بِلِسَانِہٖ فَھُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاھَدَھُمْ بِقَلْبِہٖ فَھُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَیْسَ وَرَآءَ ذٰلِکَ مِنَ الْاِیْمَانِ حَبَّۃُ خَرْدَلٍ (مسلم) یعنی مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی کسی امت میں بھیجا تو اُس کی امت میں سے اُس کے حواری اور ساتھی ہوتے تھے جو کہ اُس کی سنت پر عمل کرتے تھے

اور اُس کے احکام پر عمل کرتے تھے لیکن اُن کے بعد کچھ نالائق لوگ آتے تھے کہ جو وہ کہتے تھے اس پر عمل نہیں کرتے تھے، اور وہ کام کرتے تھے جن کے کرنے کا اُن کو حکم نہیں دیا جاتا تھا، پس ایسے لوگوں سے جو شخص ہاتھ سے جہاد کرے گا وہ مومن ہوگا اور جو اُن سے زبان سے جہاد کرے گا وہ بھی مومن ہوگا اور جو اُن سے دل سے جہاد کرے گا (یعنی اُن کو دل میں بُرا جانے گا) وہ بھی مومن ہوگا، مگر اس کے بعد تو رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہیں رہے گا۔"

مذکورہ بالا اور ان جیسی دیگر احادیث سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں :-

۱۔ دین میں ہر وہ نئی بات جس کا ثبوت کتاب و سنّت یا صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے عمل سے نہ ہو، بدعت ہے، خواہ وہ عمل بظاہر کتنا ہی اچھا معلوم ہوتا ہو۔

۲۔ ہر وہ عمل جو بدعت پر مبنی ہو وہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں قبولیت حاصل نہیں کر سکتا۔

۳۔ بدعتی شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہوتا ہے۔

۴۔ جس عمل کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہیں کیا اس کا کرنا گمراہی ہے اور جس عمل کو کیا ہو اُس کا نہ کرنا بھی گمراہی ہے، مثلاً نماز میں کوئی فعل یا حرکت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کی ہو اُسے ہم نہ کریں یا جو نہیں کی اُسے ہم کریں تو ایسی نماز ہرگز عند اللہ مقبول نہیں ہوگی۔

۵۔ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنّم میں لے جانیوالی ہے۔

۶۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت کی سختی سے پیروی کرنا اور اُس کے احکام کی بجاآوری ایمان کے لئے ضروری ہے۔

۷۔ ایسی بات کہنا یا ایسا عمل کرنا جس کا شارع نے حکم نہ دیا ہو ناجائز ہے۔

۸۔ جو لوگ ایسی بات کہتے ہوں جس پر وہ خود عمل نہ کرتے ہوں یا دینی امور میں ایسی بات کرتے ہوں جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نہ دیا ہو، اُن سے ہاتھ، زبان یا کم از کم دل سے جہاد کرنا یعنی اُن کو دل میں بُرا جاننا ضروری ہے۔

۹۔ اگر ایسے اہلِ بدعت اور گمراہ لوگوں سے نفرت نہ کی جائے اور اُن کو دل سے بھی بُرا نہ

جانا جائے تو ایمان بالکل ختم ہو جاتا ہے (بالفاظ دیگر ایسے لوگ بے ایمان ہوتے ہیں، اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنۡہُمَا)

جب ایسے ناخلف اور بُرے لوگوں سے دل سے بھی جہاد نہ کرنے والا ایمان سے کورا ہو جاتا ہے تو پھر جو لوگ خود ان باتوں کے مرتکب ہوں (یعنی جو وہ کہتے ہوں اس پر عمل نہ کرتے ہوں اور دینی امور میں وہ باتیں کرتے ہوں جن کا حکم اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم نے نہ دیا ہو) اُن کا ایمان کہاں باقی رہ سکتا ہے اور وہ ایماندار کیسے رہ سکتے ہیں۔

الغرض بدعت، دین کے لئے نہایت تباہ کن چیز ہے جس کا انسان کو احساس تک نہیں ہوتا۔ بعض روایات کے مطابق بدعت کی ایک خرابی یہ بھی ہے کہ بدعتی شخص کے دیگر نیک اعمال مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ بھی اُس وقت تک قبول نہیں ہوتے جب تک وہ بدعت کو چھوڑ نہ دے۔ دیکھا جائے تو بدعت کا مرتکب گویا شارع یعنی اللّٰہ تعالیٰ یا رسول ہونے کا عملاً دعویٰ کرتا ہے، جس سے بڑھ کر اور کیا کفر ہوگا۔ کیونکہ کسی عمل کو دین کا حصّہ بنانا یا اس کو خوشنودیٔ باری تعالیٰ کا موجب تصوّر کرانا صرف اللّٰہ تعالیٰ یا اُس کے رسول صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کا ہی کام ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

اَمۡ لَهُمۡ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوۡا لَهُمۡ مِّنَ الدِّيۡنِ مَا لَمۡ يَاۡذَنۡۢ بِهِ اللّٰهُ (الشوریٰ۔۲۱)

یعنی کیا ان لوگوں نے اللّٰہ کے علاوہ اوروں کو اللّٰہ کا شریک بنا رکھا ہے جو اِن کے لئے دین میں ایسی باتیں ایجاد کرتے ہیں جس کو اللّٰہ نے دین میں داخل نہیں کیا۔

دیکھا جائے تو بدعت ایجاد کرنا رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کی شان میں ایک بڑی گستاخی ہے، بدعت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم سے بڑھ کر ہم اللّٰہ کی خوشنودی کی باتوں کو جانتے ہیں۔ آپ نے تو کسی کام کو اللّٰہ کی خوشنودی کا سبب ہونا بتایا نہیں، مگر ہم اس راز کو پا گئے کہ اِس بدعتی عمل میں اللّٰہ تعالیٰ کی رضامندی مضمر ہے۔ بدعت میں ایک پہلو نعوذ باللّٰہ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم پر خیانت اور کتمانِ حق کے الزام کا بھی نکلتا ہے۔ بایں طور پر کہ بدعت ایجاد کرنے والا اور اس پر عمل کرنے والا عملاً یہ بتا رہا ہے کہ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم نے خوشنودیٔ

باری تعالیٰ کے بعض اعمال کو ہم سے چھپایا اور ہمیں اس سے آگاہ نہیں کیا۔ بدعت اختیار کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نعوذ باللہ احکامِ الٰہی کو لوگوں تک نہ پہنچاتے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو بجا نہ لانے کے الزام کا پہلو بھی نکلتا ہے۔ کیونکہ آیت قرآنی ہے:

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ
(المائدہ: ٦٧)

یعنی "اے نبیؐ جو کچھ ہم نے آپ پر نازل کیا ہے وہ سب کچھ لوگوں تک پہنچا دیجئے"

مگر بدعت پر عمل کر کے ہم یہ ثابت کر رہے ہیں کہ یہ عمل ہے تو اللہ کو پسند مگر نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم الٰہی "بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ... الخ" کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ہمیں بتایا نہیں۔ اس کے علاوہ بدعت اختیار کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غلط بیانی کا الزام بھی عائد ہوتا ہے کیونکہ ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

۵ إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيًّا قَبْلِي إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ يَدُلَّ أُمَّتَهُ عَلَىٰ خَيْرِ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ (مسلم) یعنی مجھ سے پہلے جو بھی نبی آیا اس پر ضروری تھا کہ وہ اپنی امت کو ہر وہ بات بتا دے جو اس کے علم میں ان کے لئے اچھی ہے۔

مگر بدعت اختیار کرنے سے یہ بات جھوٹی ثابت ہوتی ہے کیونکہ ہر بدعت کو خیر اور اچھی بات سمجھ کر ہی کیا جاتا ہے جس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کے اچھا ہونے کے باوجود ہمیں اس کا پتہ نہیں دیا۔ گویا آپ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ (نعوذ باللہ من ذلک)

بدعت کی ایک خرابی یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن بدعتی لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حوضِ کوثر پر آنے سے روک دیا جائے گا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اہلِ بدعت کے روک دیئے جانے کی وجہ یہ بتائی جائے گی کہ انہوں نے دین میں طرح طرح کی بدعتیں نکال لی تھیں تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ "دور کرو دور کرو ان لوگوں کو جنہوں نے دین کو (بدعتوں کی وجہ سے) بدل دیا تھا (بخاری) اس سے بڑھ کر بدعتی لوگوں کی بدنصیبی اور کیا ہوگی۔

بدعت کی ایک بہت بڑی خرابی یہ بھی ہے کہ اس کے مرتکب کو کبھی اس کے چھوڑنے

(باقی صفحہ ۲۶ پر)